

ندائے یارسول اللہ ﷺ

مجدد برحق امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ



مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی

برکاتی پبلشرز
چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انوار الانتباہ

فی حلِّ نداءِ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از

مجددِ برحق امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

بحر العلوم مفتی عبد المنّان صاحب اعظمی

اسلامی کتب خانہ

اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

ناشر

برکاتی پبلشرز

۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ

کھارادر کراچی نمبر ۲

نام کتاب ـــــ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف ـــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ
مفتی عبدالمنان صاحب
ناشر ـــــ برکاتی پبلشرز،
تصحیح ـــــ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب
صفحات ـــــ ۷۲
طباعت ـــــ بار دوم، جون ۱۹۸۸ء
قیمت ـــــ Rs 8-25

تقسیم کار

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد
شارع مفتی خلیل خان نزد ہوم اسٹیڈ ہال حیدرآباد

ضیاء الدین پبلی کیشنز
جی ۱۷/۴ نزد شہید مسجد کھارادر کراچی فون ۲۳۰۳۹۵

فہرست مضامین



استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحد مسلمان جو خدا کو خدا
اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلے اللہ
تعالٰی علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
یا اسئلک الشفاعۃ یارسول اللہ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور
جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالکتاب
توجروا یوم الحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوۃ والسلام علی حبیبہ المصطفٰی
وآلہٖ واصحبہ اولی الصدق والصفا

الجواب

کلمات مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ
جاہل یا ضال مضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام
امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابو الحسن علی سبکی و مواہب لدنیہ امام احمد
قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی
و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ و جذب القلوب
الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ، تصانیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی و افضل القرٰی

شرح ام القریٰ امام ابنِ حجر مکی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاہلال لفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے ۶
یہاں فقیر بقدرِ ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح مذیّل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی و امامِ ترمذی و ابنِ ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابنِ خزیمہ و امام ابو القاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرطِ بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلّم و مقرر رکھا جس میں حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحۡمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ ھٰذِہٖ لِتُقۡضٰی لِیۡ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعۡہُ فِیَّ [1]

"الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔"

---

[1] ابو عیسےٰ ترمذی : ترمذی شریف مطبع امین کمپنی اردو بازار دہلی ج ۲ ص ۱۹۷
محمد بن یزید قزوینی : ابنِ ماجہ شریف احیاء التراث العربی ج ۱ ص ۴۴۱
امام حاکم : مستدرک دار الفکر بیروت ج ۱ ص ۵۱۹
ابو بکر محمد بن اسحٰق : صحیح ابنِ خزیمہ ج ۲ ص ۲۲۶

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے:

إن رجلا كان يختلف إلى عثمان بن عفان رضي الله تعالى
عنه في حاجة له وكان عثمان لا يلتفت إليه ولا ينظر في
حاجته فلقي عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه فشكى
ذلك إليه فقال له عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه
ائت الميضأة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين
ثم قل اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبينا نبي الرحمة
يا محمد إني أتوجه بك إلى ربي فيقضي حاجتي وتذكر
حاجتك ورح إلى حتى أروح معك.

فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم أتى باب عثمان رضي
الله تعالى عنه فجاء البواب حتى أخذه بيده فأدخله على
عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه فأجلسه معه على
الطنفسة وقال ما حاجتك؟ فذكر حاجته فقضاها ثم قال
ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة وقال ما كان
لك من حاجة فأتنا ثم إن الرجل خرج من عنده فلقي
عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه فقال له جزاك الله
خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت إلي حتى كلمته في
فقال عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه والله ما كلمته
ولكن شهدت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وأتاه
رجل ضرير فشكا إليه ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم ائت الميضأة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم

أُمْعُرُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمٰنُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيْثُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ ضُرٌّ قَطُّ [1]

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین سے تھے) یوہیں کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] امام طبرانی : معجم صغیر ص ۱۰۳

ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پاتے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔"

امامِ طبرانی پھر امامِ منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح، امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابنِ بشکوال روایت کرتے ہیں :-

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ۔[1]

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے باآوازِ بلند کہا یا محمداہ! فوراً پاؤں کھل گیا۔"

امامِ نووی شارحِ صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس

---

[1] محمد بن اسماعیل بخاری : کتاب الادب المفرد — مطبوعہ مکتبہ ص ۲۵۰

عہ ولفظ البخاری ص۱۹۵ خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد ۱۲ منہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سُن ہو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہو گیا۔[1] اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاءِ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:-

هٰذَا مِمَّا تَعَاهَدَهُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ[2]

حضرت بلال بن الحارث مزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ! پھر حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی ذَكَرَهُ فِي الْكَامِلِ[3]

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہُذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابرِ ائمہ مجتہدین سے ہیں، سَر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور! اور ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَيْنِ۔[4]

---

[1] امام نووی : کتاب الاذکار مطبع مکتبہ دار التعاون، مکہ ص ۱۳۵

[2] شہاب الدین خفاجی : نسیم الریاض دار الفکر، بیروت ج ۲ ص ۲۵۵

[3] ابن اثیر : تاریخ کامل دار الصادر، بیروت ج ۲ ص ۵۵۶

[4] (ترجمہ) یا محمداہ کہنا اہلِ مدینہ کا معمول تھا۔ [5] قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔

ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں:

رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلَنْسُوَةٌ أَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَكْتُوبٌ فِيهَا مُحَمَّدٌ يَا مَنْصُورُ ذَكَرَهُ فِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ وَغَيْرِهِ عہ له

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰے میں ہے:۔

سُئِلَ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ يَا شَيْخَ فُلَانٍ وَنَحْوَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ وَهَلْ لِلْمَشَائِخِ اِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ اَمْ لَا فَاَجَابَ بِمَا نَصُّهُ اَنَّ الْاِسْتِغَاثَةَ بِالْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ جَائِزَةٌ وَلِلْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ اِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ الخ عہ

یعنی ان سے استفسار ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ، یاعلی، یاشیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔"

علامہ خیرالدین رملی استاذ صاحب دُرِّمختار فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں:۔

قَوْلُهُمْ يَا شَيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ

له ابوعبداللہ محمد بن احمد : میزان الاعتدال دارالمعرفۃ للطباعۃ، بیروت ج ۴ ص ۵۷۴

عہ (ترجمہ) میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ بھر لمبی ٹوپی رکھتے تھے جس میں لکھا تھا "محمد یامنصور"۔

عہ الشیخ حسن العدوی الحمزاوی : مشارق الانوار (المکتبۃ اشرفیہ، مصر) ص ۵۹

لحرمتہ؟ ؎

"لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے، پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟"

سیّدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :-

سُئِلْتُ عَمَّنْ یَقُوْلُ فِیْ حَالِ الشَّدَائِدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ یَا عَلِیُّ اَوْ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ مَثَلًا هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا؟ اَجَبْتُ نَعَمْ اَلْاِسْتِغَاثَۃُ بِالْاَوْلِیَاءِ وَنِدَاءُهُمْ وَالتَّوَسُّلُ بِهِمْ اَمْرٌ مَشْرُوْعٌ وَشَیْءٌ مَرْغُوْبٌ لَا یُنْكِرُهٗ اِلَّا مُكَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَقَدْ حُرِمَ بَرَكَۃَ الْاَوْلِیَاءِ الْكِرَامِ الخ

یعنی " مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یا رسول اللہ یا یا علی یا یا شیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور اُن کے ساتھ توسّل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد اور بے شک وہ اولیاءِ کرام کی برکت سے محروم ہے۔"

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیاءِ عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے :-

فَاَسَرَهُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْكُمْ

؎ علامہ خیرالدین رملی : فتاوٰے خیریہ (مطبع عالمگیر بازار قندھار، افغانستان) ج ۲ ص ۲۸۲

الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ فِی النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَ
قَالُوْا یَامُحَمَّدَاہْ۔

یعنی "ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دونگا تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالےٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں اُن کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا:

مَاکَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَۃَ الَّتِیْ رَاَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی
الْفِرْدَوْسِ۔

"بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے"

امام فرماتے ہیں:۔

کَانُوْا مَشْهُوْرِیْنَ بِذٰلِكَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ

"یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور اُن کا یہ واقعہ معروف"

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے از انجملہ یہ بیت ہے ؎

سَیُعْطِی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ
نَجَاۃً فِی الْحَیٰوۃِ وَفِی الْمَمَاتِ [1]

---

[1] جلال الدین سیوطی، امام: شرح الصدور مطبوعہ خلافت اکیڈمی، سوات ص ۸۹، ۹۰ (بحوالہ عیون الحکایات)

"قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ بھیجے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔"

یہ واقعہ عجیب النفیس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام د
امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے مَنْ شَآءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ، یہاں مقصود
درہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت
اور جنت الفردوس میں جگہ پانی، کیا معنے اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر
ل؟ اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کی حج
سلم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی
پہلے کا ہے کَمَا ذَکَرَہٗ فِی الرِّوَایَۃِ نَفْسِہَا اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی
اسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کَمَا ذَکَرَہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ
تاریخ الخلفاءؒ

ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام گر تابعی
تھے لا اقل تبع تابعین سے تھے وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

حضورِ پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔
مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاسْمِیْ
فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ
حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ
الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ
عَلَیْہِ وَیَذْکُرُنِیْ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِہَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ

سیوطی فرماتے ہیں طرسوس کی تعمیر ابو مسلم نے کی۔ شرح الصدور، عربی، ص ۸۹ ۔ قادری

فَمَا اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ ... وَمَنْ نَادَی بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ ... وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَۃٍ ... فِیْهَا اِسْمِیْ وَیَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّہَا تُقْضٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ[1]

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، اُن میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے، اُس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔"

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مولٰنا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء و ائمہ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین عبد الرزاق نور اللہ مرقدہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور

---

[1] امام ابو الحسن نور الدین علی : بہجۃ الاسرار مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰۲

ہے اور اُس کے مصنف علمائے قرارت سے عالمِ معروف و مشہور اور ان کے احوال[۱] شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور[۲]

امام شمس الدین ذہبی کہ علمِ حدیث و اسمار الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اُس جناب کی مجلسِ درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن الجزری مصنفِ حصنِ حصین اُس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں، انہوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اُس کی سند و اجازت حاصل کی[۳]

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نمازِ مبارک کا دلائلِ شرعیہ و اقوال و افعالِ علمار و اولیار سے ثبوتِ جلیل فقیر غفرالله تعالٰے لہٗ کے رسالہ " اَنہارُ الاَنوارِ مِن یَمِّ صَلوٰۃِ الاَسرار " میں ہے فَعَلَیکَ بِھَا تَجِدُ فِیھَا مَا یَشفِی الصُّدُورَ وَیَکشِفُ العَمٰی وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں:۔

" سیدی محمد عمری رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، بآواز پکارا یا سیدی محمد یا عمری ، اُدھر ابنِ عمر حاکمِ صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابنِ عمر نے فقیر کا ندا کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں ؟ کہا

---

[۱] امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ

[۲] عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق ، زبدۃ الآثار، فارسی (بکسلنگ کمپنی بمبئی ۱۳۰۴ھ) ص ۲

[۳] ایضاً : ص ۳

میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یَاسَیِّدِیْ مُحَمَّدُ یَاعُمَرِیْ لَاحِظْنِیْ اے میرے سردار اے محمد عمری مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیّدی محمد عمری رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابنِ عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا۔[1]

اُسی میں ہے:

"سیّدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اُس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے، جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدّت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالٰی حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یا سیّدی محمد یا حنفی! اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اُس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر اُلٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت اللہ عزّوجل نے نجات بخشی"[1]

اُسی میں ہے:-

"ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں یَاسَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَابَدَوِیُّ خَاطِرُکَ مَعِیْ اے میرے سردار اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیّدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے

---

[1] عبدالوہاب شعرانی امام: طبقات الکبرٰے مطبوعہ مکتب مصطفٰے البابی، مصر ج ۲ ص ۹۴

فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیّدی محمد یا حنفی! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ اُن بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا" [۱]

اسی میں ہے حضرتِ ممدوح رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے:۔

"مَنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ فَلْیَاْتِ اِلٰی قَبْرِیْ وَیَطْلُبُ حَاجَتَہٗ اَقْضِہَا لَہٗ فَاِنَّ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ غَیْرُ ذِرَاعٍ مِّنْ تُرَابٍ وَکُلُّ رَجُلٍ یَحْجُبُہٗ عَنْ اَصْحَابِہٖ ذِرَاعٌ مِّنْ تُرَابٍ فَلَیْسَ بِرَجُلٍ" [۲]

"جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے، مَیں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کاہے کا؟"

اسی طرح حضرت سیّدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوالِ شریفہ میں لکھا:۔

کَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمُتَصَرِّفِیْنَ فِیْ قُبُوْرِہِمْ فَمَنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ فَلْیَاْتِ اِلٰی قُبَالَۃِ وَجْہِیْ وَیَذْکُرُہَا لِیْ اَقْضِہَا لَہٗ [۳]

---

[۱] عبدالوہاب شعرانی، امام : طبقات الکبرٰے ج ۲ ص ۹۴

[۲] ایضاً ، ص ۹۶

[۳] ایضاً ، ص ۱۰۵

فرمایا کرتے تھے میں ان میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرما دوں گا۔"

اسی میں ہے :-

"مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی، انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بد وضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی یا شیخ ابی لاحظنی! اے میرے باپ کے پیر مجھے بچا لیجیے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے[1]

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں :-

كَانَ إِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهُ أَجَابَهُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ[2]

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد"

حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر

---

[1] عبد الوہاب شعرانی، امام: طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲

[2] ایضاً ج ۲ ص ۲۱

دیکھو ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ

مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاؤ الحق والدین بن ابراہیم وعطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

"ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد: درو دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راست بگوید و یا محمد را در چپا بگوید و در دل ضرب کند یارسول اللہ: طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید و چپا یا محمد و در دل دہم کند یا مصطفےٰ۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبرئیل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ ندار را از دل بکشد طرف راستا برد و لفظ شیخ را در دل ضرب کند" لہ

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمٰن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ نے قریبِ انتقال ارشاد فرمایا:۔

"از رفتن من غمناک مشوید کہ نورِ منصور رحمہ اللہ تعالےٰ بعد از صد و پنجاہ سال بر روحِ شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالےٰ تجلی کردہ مرشد او شد"

اور فرمایا:۔

"در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا مُمِد باشم در ہر لباسے کہ باشم"

اور فرمایا: "در عالم مارا دو تعلق ست یکے بہ بدن و یکے بشما و چوں بہ عنایت حق سبحانہ

وتعالیٰ فرد و مجرد شوم و عالم تجرید و تفرید روے نماید آں تعلق نیز از آں شما خواہد بود"[1]

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں :۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ

وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٖ

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُّرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ

وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ

اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں :۔

" (فصل یازدہم) در ابتہال بجناب آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ اے بہترین خلق خدا! واے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود! اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالہ مصیبتے واے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باراں بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگال ہا را"[2]

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں :۔

" ذکر بعض حوادث زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم "[3]

اسی کی فصل اوّل میں لکھتے ہیں :۔

" بنظر نے آید مرا مگر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن

---

[1] عبدالرحمٰن جامی، مولانا : نفحات الانس (اردو) مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ص ۴۰۲

[2] ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ : اطیب النغم (مجتبائی دہلی) ص ۲۲

[3] ایضاً : ص ۲

اندوہگین ست در ہر شدتے [1]

یہی شاہ صاحب مدحیہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں ؎

يُنَادِيْ ضَارِعًا بِخُضُوْعِ قَلْبٍ ۔۔۔ وَذُلٍّ وَّ ابْتِهَالٍ وَّ الْتِجَاءِ
رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا ۔۔۔ نَوَالَكَ اَبْتَغِيْ يَوْمَ الْقَضَاءِ
اِذَا مَا حَلَّ خَطْبٌ مُّدْلَهِمٌّ ۔۔۔ فَاَنْتَ الْحِصْنُ مِنْ كُلِّ الْبَلَاءِ
اِلَيْكَ تَوَجُّهِيْ وَبِكَ اسْتِنَادِيْ ۔۔۔ وَفِيْكَ مَطَامِعِيْ وَبِكَ ارْتِجَائِيْ

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :-

"فصل ششم) در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات و التسلیمات، ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہارِ بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترین مخلوقات عطائے ترا مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کارِ عظیم در غایتِ تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رُو آوردنِ من و بہ تست پناہ گرفتنِ من و در تست امید داشتنِ من اھ ملخصاً [2]

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لئے ایک

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : اطیب النغم ۔۔۔ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۔۔۔ ص ۴

[2] ایضاً ۔۔۔ مطبع مجتبائی ۔۔۔ ص ۲۲

[3] نوٹ : الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسلِ طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں، دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ، لاہور نے وصاف النبیہ کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری

ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں :-

" اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شَیْئًا لِلّٰہِ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِر جِیْلَانِی "

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور اُن کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں "شیخ معمر ثقہ" کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور اُن کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبد الملک اور اُن کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع و اعلیٰ امام العلماء نظام الاولیاء حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ امام شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علوِ باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں

اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا :-

" بالجملہ مردے جلیل القدر است کہ مرتبہ کمال اُو فوق الذکر است "

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں ؎

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ ۔۔۔ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةِ

وَإِنْ كُنْتَ فِي ضِيقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ ۔۔۔ فَنَادِ بِيَا زَرُّوقُ آتِ بِسُرْعَةِ [1]

یعنی " میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زروق! میں فوراً آموجود ہوں گا "

علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج پھر علامہ شامی صاحب ردالمحتار حاشیہ در مختار گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ بلندی پر جاکر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان ۔ شامی [2] مشہور و معروف کتاب ہے ، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہاشِ تکملہ پر ذکر کی ۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے ۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے لیکر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں ؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی : بستان المحدثین ۔ مطبوعہ سعید کمپنی ، کراچی ص ۳۲۵

[2] ابن عابدین شامی ، علامہ : ردالمحتار ۔ مطبوعہ مطبع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ ، مصر ج ۳ ص ۲۵۵

کفر و شرک کا فتوےٰ جاری کریں تو اُن سے اتنا کہیے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے ذرا آنکھیں کھول کر
دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور جان لیجیے کہ جس مذہب
کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب
خدا اور رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت ائمہ
دین نے مطلقاً اس پر فتوےٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ اَلنَّہْیُ الْاَکِیْدُ عَنِ
الصَّلٰوۃِ وَرَاءَ عِدَی التَّقْلِیْد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں
کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ و یا علی و یاحسین و یاغوث
الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کافر ہیں تو اُن پر لازم کہ نئے سر
سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ درمختار میں ہے مَا فِیْہِ
خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔

فائدہ:۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات"
ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے
عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ "سلام حضور پر
اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں"

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل
ہے وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات
زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کی ندا، حاشا وکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان
سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے کہ اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ سے حمد الٰہی کا قصد رکھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ فتاوٰی عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے:-

لَابُدَّ اَنْ یَّقْصُدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ مَعَانِیَہَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَہَا مِنْ عِنْدِہٖ کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَ یُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَعَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:-

(وَیَقْصُدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ) مَعَانِیَہَا مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی وَجْہِ (الْاِنْشَاءِ) کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ (لَاالْاِخْبَارَ) عَنْ ذٰلِکَ ذَکَرَہٗ فِی الْمُجْتَبٰی [2]

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:-

یَقْصُدُ مَعَانِیَہٗ مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی اَنَّہٗ یُنْشِئُہَا تَحِیَّۃً وَسَلَامًا مِنْہُ [3]

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو اُن میں ندا جائز اور ان کے ماورا میں ناجائز حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں بے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام

---

[1] فتاوٰی عالمگیری — مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور — ج۱ — ص ۷۲

[2] تنویر الابصار مع دُرّ و ردالمحتار — مطبوعہ بیروت — ج۱ — ص ۳۴۲

محمد عبد الباقی زرقانی — شرح مواہب اللدنیہ — مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت — ج۵ — ص ۳۲۷

[3] حسن شرنبلالی، علامہ — مراقی الفلاح مع شرح الطحطاوی (مطبعۃ الازہریہ بمصر) ص ۱۶۵

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعزا و اقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی میں وہ سب حدیثیں جمع کیں یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی

لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیًّا فَیَعْرِفُہُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالِہِمْ [1]

یعنی "کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اعمالِ امت ہر صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔" (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب بسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لئے اسی قدر وافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اِکْفِنَا شَرَّ الْمُضِلِّیْنَ یَا کَافِیْ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الشَّافِیْ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حُمَاۃِ الدِّیْنِ الصَّافِیْ اٰمِیْن وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سُنّی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

---

[1] محمد عبدالباقی زرقانی، امام : شرح مواہب اللدنیہ (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۵ ص ۳۳۷

قاضی غلام یٰسین رحمۃ اللہ تعالیٰ (ڈیرہ غازیخاں) کے نام امام احمد رضا بریلوی کا یہ مکتوب جناب غلامی کے توسط سے ملا، آئندہ صفحات میں اِس مکتوب کا عکس ملاحظہ کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام احمد رضا بریلوی کا غیر مطبوعہ مکتوب

ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

لطف نامہ تشریف لایا، ممنونِ یاد آوری فرمایا۔ مولانا! زمانہ غربتِ اسلام ہے بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء، غربت کیلئے کس مپرسی لازم ہے سُنیوں میں عوام کی توجہ لہو و ہزل کی طرف اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ، سب اپنے مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت میں کمربستہ ہیں، مال سے اعمال سے اقوال سے، سُنیوں کو کون پوچھتا ہے، وقت ہی شیوعِ ضلالت کا ہے، ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دے اُس کے خون کے پیاسے ہوں اُس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے، ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے ان کو منہ بھر گالیاں دینے والے لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں، اِن بکنے والوں کا نام ذرا سختی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالتِ ایمان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون، ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ! قرآنِ عظیم بھی نامہذب ہے فَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ = يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ = وَقَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً = وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ = وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ۔

تَقَرَّبُوْا اِلَی اللہِ بِبُغْضِ اَہْلِ الْمَعَاصِیْ وَالْقَوْھُمْ بِوُجُوْہٍ مُتَقَبِّضَۃٍ ۔

بات یہ ہے کہ اللہ ورسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہوگئی ہے۔ ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اُس وقت اخوت واتحاد کا سبق یاد ہے اللہ ورسول پر جو گالیاں برستی ہیں اُن سے دل پر میل بھی نہیں آتا، وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیقِ خیر عطا فرمائے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۔

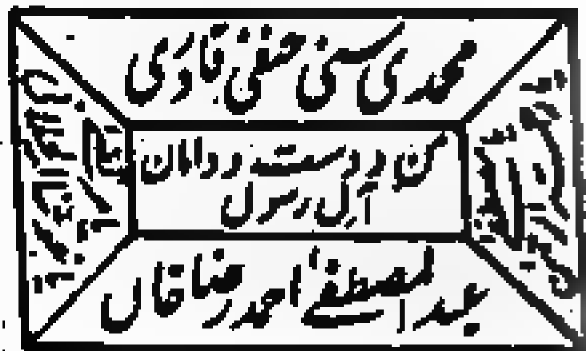
مہرِ انور جس کا ترجمہ ہے وہ فقہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا، فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح علی قاری وبحر العلوم وابو المنتہی وغیرہم نے کی۔

فقیر کی چار سو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع نہ ہوئیں، اِن میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہٖ تعالیٰ پورا کرنے والی ہیں جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ طبع فتاوے کا سلسلہ بعونہٖ تعالیٰ پھر شروع ہوا ہے۔ وَحَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔

تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے، افطار بالتحری، تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال، یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ اور صاف ارشاد ہے کہ اِنَّ اللہَ ھٰذَا لِلرُّؤْیَۃِ آج تک تمام جہان میں کوئی اِس کا قائل نہیں کہ نہ رؤیت ہو نہ شہادت، تحری کرکے عید کریں، جاء واحد من خارج المصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔

اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں؟ خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے، مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتوے میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اس کا باقی ہے حاضر کرتا ہوں، رسید وخیریت سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

فتوے اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہو تو اس میں اسے بھی شامل فرمالیں اس میں اور جگہ کی مہریں بھی ہیں۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

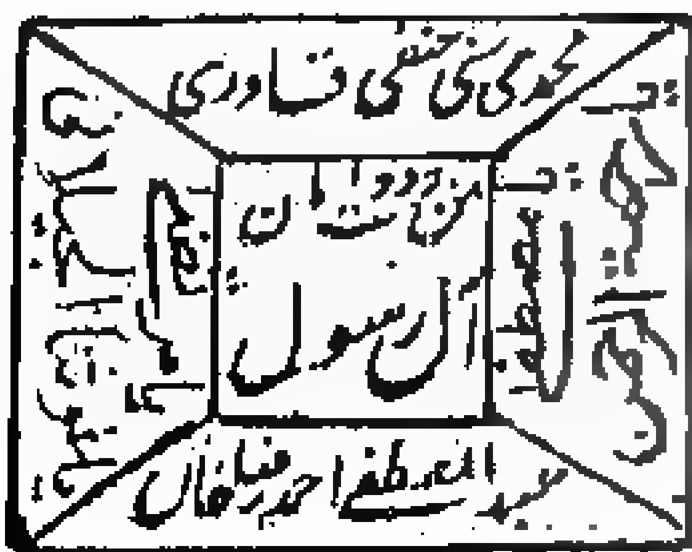
بملاحظہ مولٰنا المکرم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لطف نامہ تشریف لایا ممنون ہوا یاد آوری فرمایا۔

مولٰنا زمانہ غربت اسلام ہے بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء غربت کیلئے کچھ یہی لازم ہے سنیوں میں عوام کی توجہ لہو ولعب چھپانے کیطرف ہے اور بدمذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت دین پر کمربستہ ہیں حال سے اعمال سے اقوال سے سنیوں کو کون پوچھتا ہے وقت ہے شیوع ضلالت کا ہے انکو اگر کوئی آگاہ کرتا ہے جاہلوں سے ملتے ہیں ماں باپ کو گالی دیں جسکے خون کے پیاسے ہوں اور اسوقت تہذیب یا الٰہی طاق رہتی ہے ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ انکو سخت بھی برا کہا کہاں دینی وملکی نظم کو خیال والے جو جائیں سکھی ان کے والوں کا نام دراں تعظیم سے لیا وہ نامہذب وحشت کو خلعت عطا ہوا ہے جہالت عیاں ہے انا للہ وانا الیہ راجعون الٰہی ان کے نزدیک تو معاذ اللہ قرآن عظیم بھی نامہذب ہے ولا تطع کل حلاف

ھمزین ھمازٍ مشاءٍ بنمیمٍ مناعٍ للخیر معتدٍ اثیمٍ عتلٍ بعد ذلک
زنیمٍ۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔
یاایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا
فیکم غلظۃ۔ ودوا لو تدھن فیدھنون۔ ولا تاخذکم
بھما رأفۃ فی دین اللہ۔ تقربوا الی اللہ ببغض اہل المعاصی والقوہم
بوجوہ مقفہرۃ۔ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہوگئی ہے ہماں بات
سن کر آنکھ سے دل کو درد پہنچتا ہے تہذیب بالائی کا طاق ہوتی ہے نہ اس وقت اخوت
و اتحاد کا سبق یاد ہے اللہ و رسول پر جو گالیاں برستی ہیں اور نیچے دل پر بل
بھی نہیں آتا وکہاں نیچری تہذیب اٹھ سے آئی ہے اللہ اسلام دی اور مسلمانوں کو
توفیق خیر عطا فرمائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
مہر انور کا ترجمہ ہو رہا تھا کہ ہر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو لکھ
لگ گیا تھا فقیر اکر وہ ہے جسکی شرح علی قاری کی ہو بحر العلوم دا بحر المنتہی ...
کی فقیر کی چارسو تصانیف میں سے شاید یہ بھی سو بھی طبع ہوئیں الحمد ...

ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالیٰ پورا کرنے والی ہیں جسکی طرف آپنے اشارہ کیا
طبع فتاوی کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ پھر شروع ہوا ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل
تار کی خبر پر افطار جو لکھا محض ہے افطار بالتحری تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال
ہلال میں تو یہ ارشاد ہے کہ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ اور صاف ارشاد ہے
کہ ان اللہ یمدہ للرؤیۃ آجتک تمام جہان میں کوئی اسکا قائل نہیں
کہ نہ رؤیت ہو نہ شہادت تحری کر کے عید کر لیں جاء واحد من خارج
المصر پر اسکا قیاس محض جہل ہے اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ
ہیں خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے مدت ہوئی
کلکتہ میں ایک فتوی میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اسکا
باقی ہے حاضر کرتا ہوں رسید و خیریت سے مطلع فرمائیے والسلام
فتوی اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہو تو اسمیں اسے بھی شامل کر دیں مکرر
اسمیں اور فقیر کی مہر بھی ہیں فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیبِہِ الکَرِیمِ اَمَّا بَعد

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا رابطہ

مسلمانوں کو حضور سید عالم، فخر موجودات، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے جو شغف اور تعلق روحانی ہے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔

عہد صحابہ رضی اللہ علیہم سے آج تک مسلمان اپنے اس خصوصی کردار میں ممتاز رہے ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنے رہنما سے وہ عشق اور شیفتگی نہیں رکھتی جو اہل اسلام کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے مسلمان دل وجان سے ان پر شیدا، اور مجازی معنی میں نہیں حقیقی معنی میں ان کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان کو اپنے روحانی کرب واضطراب کا مسیحا تصور کرتے ہیں اور جسمانی درد والم کا مرہم سمجھتے ہیں۔ خلوت وتنہائی ہو یا جلوۃ وانجمن، جوش ومسرت ہو یا رنج ومحن ہر عالم میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کا نعرہ لگاتے ہیں، انھیں تصور میں اپنے پاس پاتے ہیں تو انھیں خطاب کرتے ہیں اور ان سے التجا اور فریاد کرتے ہیں۔

اور اس عالم میں چودہ صدیوں کے دبیز پردے، ہزاروں میل کی مسافتیں، شجر وحجر، بحر وبر، موت وحیات اور شہود وغیاب کے حجاب ہیچ اور درماندہ ہوتے ہیں کہ ؎ بعد منزل نہ بود در سفر روحانی یا

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل — می بینمت عیاں و دعا می فرستمت
نگاہوں سے غائب اور دل میں پوشیدہ — میں تجھ کو علی الاعلان دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیج رہا ہوں

شرک نظر آیا

جب کہ بعض حضرات کو اس خطاب ونداء، استغاثہ و فریاد سے سخت وحشت ہوتی ہے وہ اس کو اسلام کی تعلیمات کے سخت خلاف بلکہ شرک وکفر تک کہا کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ خطاب کے سلسلہ میں عام گمان یہ ہے کہ جو سامنے ہو اسی کو ہم پکاریں اور جس کو دیکھ رہے ہوں اسی کو خطاب کریں اور آواز دیں حالانکہ یہ کلیہ نہ عقلاً درست ہے اور نہ نقلاً

نداء وخطاب کا اصول

حقیقت امر یہ ہے کہ جس شخص کو یہ باور ہو کہ میرا مخاطب میرے خطاب ونداء کو سنتا ہے یا اس سے مطلع ہو جائے گا وہ بلا جھجک اس کو قریب اور دور اور غیبت وحضور سے پکاریگا۔ خواہ[۱] اس طرح کہ اس کی آواز میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اپنی آواز دور دراز پہنچا سکے۔ خواہ[۲] اس طرح کہ سننے والے کے کان میں اتنی طاقت ہو کہ وہ دور دراز کی آواز سن سکتا ہو۔ خواہ[۳] اس طرح کہ اس کا پیغام کوئی لیجا کر مخاطب تک پہنچا دے۔

ان تینوں ہی صورتوں کی مثالیں عالم روحانیت اور عالم محسوسات دونوں ہی عالم میں موجود ہیں (۱) ہر آدمی روزانہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ملنے والوں کو سیکڑوں خطوط، ساری دنیا کے بے شمار مقامات پر روانہ کرتا ہے اور ٹھیک اسی طرح خطاب کرتا ہے۔ جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں اس اعتماد پر کہ ڈاک کا محکمہ اس کو مخاطب تک پہنچا دے گا۔

عام الرماد میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط

عام الرماد میں جب کہ مدینہ مقدسہ اور اس کے ماحول کو ایک بھیانک قحط نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر میں اپنے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا۔

اما بعد فلعمری یا عمرو ما تبالی اذا اشبعت انت ومن معک ان اھلک انا ومن معی فیا غوثاہ، فیا غوثاہ فیا غوثاہ۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے اے عمرو جب تم اور تمہارے ساتھی آسودہ حال ہیں تو تمہیں اس کی پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ساتھی ہلاک ہوجائیں فوراً مدد کو پہنچو فوراً مدد کو پہنچو

عالم مادیات میں یہ تیسری صورت کی مثال ہوئی کہ پیغام رسانی پر اعتماد کرکے خطاب و ندا ہوئی۔

(۲) انسان کے گلے سے آواز کی جو لہریں نکلتی ہیں اتنی نحیف و ناتواں ہوتی ہیں کہ فرلانگ دو فرلانگ بھی ان کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔

ریڈیو اور ندائے غیر اللہ

لیکن جب انھیں لہروں کو "ریڈیو اسٹیشن" برقی اور ریڈیائی لہروں میں تبدیل کر دیتا ہے تو ان میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ ہوا کے دوش پر سوار ہمارے عالم میں گردش کرتی رہتی ہیں ~~اور لہروں کی فضا ان سے شور کرتی ہے~~ لیکن پھر انہیں لہروں کو ہوائی لہروں میں تبدیل ہو کر ہمارے کانوں کی سماعت کے لائق ہونے کے لئے "ریڈیو سیٹ" کی مقناطیسی طاقت درکار ہوتی ہے جس سے ہم ان بکھری ہوئی گم آوازوں کو گرفتار کرتے اور سنتے ہیں۔

اس انتظام کے بعد ایک آدمی دنیا کے انتہائی کناروں سے دوسرے کنارے کے انسانوں کو خطاب کرتا ہے۔ بلکہ سارے عالم کے انسانوں کو پکارتا ہے اور انھیں اپنا پیغام سناتا ہے جیسے وہ قریب بیٹھ کر اس کا ایک ایک لفظ سن رہے ہیں اس مثال کو اگر "ریڈیو اسٹیشن" کی طرف سے دیکھیے تو ہماری بیان کی ہوئی صورتوں میں پہلی صورت کی مثال ہے کہ ایک شخص نے اپنی آواز اتنی طاقت ور بنالی ہے کہ ایک جگہ سے بیٹھ کر سارے عالم کو اپنی آواز پہنچا سکے اور اگر "ریڈیو سیٹ" کی طرف سے مشاہدہ کیا جائے تو یہ اس امر کی مثال ہے کہ ایک شخص نے "مقناطیسی" طاقت کی مدد سے اپنے کان اتنے طاقتور بنالئے ہیں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہ کر پوری دنیا کی آواز سن سکے۔ اسی لئے "ریڈیو اسٹیشن" سے بولنے والے کو اس امر کا کوئی استعجاب نہیں کہ میں اتنی دور دراز کے لوگوں کو خطاب کر رہا ہوں نہ سننے والے ہی حیرت و انکار کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اتنی دور سے آواز کیوں دے رہا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ علیہ کی ندائے غائبانہ

(۱) عالم روحانیت میں پہلی صورت کی مثال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے مسجد نبوی کے منبر سے سیکڑوں میل دور لڑتے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقام "نہاوند" میں خطاب کیا جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل الفاظ میں نقل فرمایا ہے

اخرج البیہقی والبو نعیم کلاھما فی	بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ
ودلائل النبوۃ واللالکائی فی شرح	اور الکائی نے شرح السنہ ابن عربی
السنہ وابن العربی فی کرامات	نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے

الاولیاء والخطیب ورواه مالک عن نافع عن ابن عمر قال وجه عمر جیشا ورأس علیهم رجلا یدعی ساریة فبینا عمر یخطب جعل ینادی یا ساریة الجبل ثلاثا ثم قدم رسول الجیش فسأله عمر فقال یا امیر المومنین لقینا فهزمنا فبینا نحن کذلک اذ سمعنا منادیا ینادی یا ساریة الجبل ثلاثا فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم الله قال قیل لعمر انک کنت تصیح بذلک وذالک الجبل الذی کان ساریة عنده بنهاوند من ارض العجم. قال ابن حجر فی الاصابة اسناده حسن

(تاریخ الخلفاء ص۸۳)

مالک انہوں نے نافع انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ، ایک لشکر پر ساریہ کو امیر بنا کر روانہ کیا تو ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے کہ پکارنے لگے "اے ساریہ پہاڑ" تین بار پکارا کچھ دنوں کے بعد ساریہ کے پاس سے قاصد آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم شکست کھا رہے تھے کہ ہم نے ایک آواز تین بار سنی کہ اے ساریہ "پہاڑ" تو ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لیا اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی تب لوگوں نے حضرت عمر سے کہا اسی لئے اس روز آپ ساریہ کو چیخ چیخ کر بلا رہے تھے اور وہ پہاڑ تو بہت دور عجم کے شہر میں تھا ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ میں اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

غوث پاک رض کا صدائے غائبانہ سننا اور مدد کو پہنچنا

(۳) اور دوسری صورت کی مثال وہ روایت ہے جس کو امام ابوالحسن نورالدین

علی ابن یوسف نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے

اخبرنا ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان البقاع بالقاہرہ سنہ ۶۶۳ھ قال اخبرنا والدی بدمشق قال اخبرنا الشیخان ابوعمر عثمان الصریفینی وابو محمد عبدالحق الحریمی ببغداد سنہ ۵۵۹ھ قال کنا بین یدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ ببغداد سنہ یوم الاحد ثالث صفر ۵۵۵ھ۔

ہم ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں بتایا کہ ان کے والد نے دمشق میں یہ خبر دی تھی کہ مجھ سے یہ واقعہ دو بزرگوں ابوعمر عثمان اور ابو محمد عبدالحق ۵۵۹ھ میں بغداد میں بیان کیا کہ ہم دونوں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں ۵۵۵ھ میں صفر کی تیسری تاریخ اتوار کے دن حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عجم کے کسی دور دراز علاقہ میں کسی جنگل کے اندر ایک قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اس وقت قافلہ والوں نے آپس میں مشورہ کیا

قلنا لو تذکرنا الشیخ عبدالقادر فی ہذا الوقت ونذرنا لہ شیئا ان سلمنا (بہجۃ الاسرار)

ہم نے کہا اگر ہم اس وقت غوث پاک کو یاد کرتے اور اگر اس بلا سے سالم و محفوظ رہتے تو انھیں کچھ نذر کرتے۔

آپ نے اتنی دور بغداد میں رہ کر ان کی فریاد سن لی اور اپنی کھڑاؤں ان کی سرکوبی کے لئے فضا میں اچھال دی اور ہیبتناک نعرہ مارا جس کی آواز اس جنگل میں سنی گئی۔ کھڑاؤں نے وہاں پہنچ کر ڈاکوؤں کے سردار کو مار ڈالا اور ڈاکوؤں نے ڈر کر لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

اس تاریخی واقعہ میں دونوں صورتوں کی مثالیں ہیں۔ آپ نے اس مظلوم کی آواز اتنی دور سے سن لی اور اپنی آواز اتنی دور جنگل میں پہنچا دی۔

اس عالم کی آواز برزخ میں پہنچتی ہے

(۳) رہ گئی تیسری صورت کی مثال کہ روحانی ذریعہ سے کوئی کسی کی بات دوسرے تک پہنچائے تو یہ اتنی واضح ہے کہ صرف مسلمان کے لئے ہی نہیں کافروں تک کے لئے اس کا ذکر احادیث کریمہ میں ہے۔

وما من میت یموت فیقوم باکیھم	کافر کے مرنے کے بعد جب اس کے رشتہ دار
فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذالک	اس کو واجبلاہ واسیداہ کہہ کر روتے ہیں
الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ د	تو اللہ پاک دو فرشتے اس پر مقرر فرماتا
یقولان اھکذا کنت	ہے جو اس کو ٹھونگے مار مار کر کہتے ہیں
(مشکوٰۃ صہ ۱۵۲)	کیا تو ایسا ہی سردار اور پہاڑ تھا۔

الغرض! عالم مادیات ہو یا عالم روحانیات ہر جگہ اطلاع و آگاہی اور ندا، وخطاب کی یہ تینوں قسمیں جاری وساری، متداول اور معمول بہا ہیں جس کا انکار زیادتی مکابرہ ہے، نری ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ اب صرف یہ واضح کرنا رہ گیا ہے کہ خاص بارگاہ رسالت جناب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں بھی اطلاع و آگاہی کے یہ تینوں طریقے وقوع پذیر اور معمول بہا ہیں یا نہیں تو الحمد للہ کہ احادیث کریمہ میں ان کی تفاصیل بھی موجود ہیں اور مشہور و مقبول ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث ذکر فرمائی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ
علی روحی حتی ارد علیہ السلام
(شفائے قاضی عیاض ج ۲ ص ۷۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری
روح مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اسکے
سلام کا جواب دیتا ہوں۔

وعن الحسن عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
حیث ما کنتم فصلوا فان
صلوتکم تبلغنی (ص ۸۰)

حضرت حسن آپ سے روایت کرتے ہیں کہ
فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جہاں ہو وہیں سے
مجھے درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے

ان احادیث کریمہ میں اس امر سے قطع نظر کر رد روح سے حدیث نبوی میں کیا مراد ہے؟ یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضور ہر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں قریب سے سلام کرے یا دور سے، بلند آواز سے سلام کرے یا پست آواز سے اور درود وسلام ان کی بارگاہ عظمت میں پہنچتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ خود سن لیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہوں۔

حضور علیہ صلوٰۃ والسلام تک درود وسلام پہنچائے جاتے ہیں

عن ابن مسعود ان للہ ملٰئکۃ
سیاحین فی الارض یبلغون عن
امتی السلام (ص ۷۹)
عن ابن عباس لیس احد من
امۃ محمد یسلم علیہ الا بلغہ

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ
اللہ کے کچھ فرشتے عالم میں گھومتے رہتے ہیں اور
میری امت کا سلام میری بارگاہ تک
پہنچاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں امت
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرد بھی آپ پر سلام بھیجتا

(۷ صف)	ہے تو وہ آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔
وعن ابن شہاب یلغنا ان	امام زہری نے اپنی بلاغات میں حضورؐ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کا یہ قول ذکر کیا کہ سرکار نے فرمایا کہ روشن
قال اکثروا من الصلوۃ علی	دنوں اور منور راتوں میں مجھ پر درود بھیجا کرو
فی اللیلۃ الزھراء والیوم الازھر	کہ تمہارے درود مجھ تک پہنچائے جاتے ہیں اور
فانہما یودیان عنکم وان الارض	اور زمین پیغمبروں کے جسم نہیں کھاتی اور جو
لا تاکل اجسام الانبیاء وما من	مسلمان بھی مجھے سلام کرتا ہے فرشتے اسے میری
مسلم یسلم علی الاحملہا ملک	بارگاہ عالی تک پہنچاتے ہیں اور اس کا نام لیکر
حتی یودیہا الی وبسمیہ حتی	کہتے ہیں یا رسول اللہ آپ کے فلاں
انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا	غلام نے بارگاہ رفعت میں یہ یہ عرض
(۷ صف)	کی ہے۔

ان احادیث کریمہ میں کئی امور" روح وایمان" میں بالیدگی پیدا کرنے والے ہیں لیکن خاص ہمارے موضوع سے متعلق تو یہ مژدۂ جاں نواز ہے کہ فرشتوں کی ایک پوری فوج اس خدمت پر مامور ہے کہ پوری دنیا کے غلاموں کا سلام اس بارگاہ عظمت ورفعت میں نام لے کر پیش کرے۔ اللہ اللہ اس بزم عالی میں اور ہم سوختہ سامانوں کا ذکر وہ بھی نام بنام

ع مجھ سے بہتر ہے کہ میرا ذکر اس محفل سے ہے۔

پاس والوں کا سلام خود سنتے ہیں

جاں می دہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنیں حرفے گر از ما می رود

ذکر ابو بکر بن شیبہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاً بلغتہ (۰ صفحہ ۱۹۹)

ابن شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے اس کا سلام خود سنتا ہوں اور جو دور سے سلام کرے اس کا سلام پہنچایا جاتا ہے

وعن سلیمان بن سحیم رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت یا رسول اللہ ھولاء الذین یاتونک یسلمونک علیک أتفقہ سلامھم قال نعم وارد علیھم (صفحہ)

سلیمان بن سحیم سے روایت ہے کہ میں نے حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی جناب مقدس میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام سے آگاہ ہوتے ہیں فرمایا کہ ہاں اور میں جواب بھی دیتا ہوں۔

ہر چند کہ آخر الذکر حدیث منامی ہے لیکن اس میں کوئی امر "احادیث قولی" اور "اقوال مسندہ" کے خلاف نہیں اس لئے یہ بھی رویائے صادقہ اور مبشرات نبوۃ میں داخل ہے اور ان روایتوں میں اس امر کی تفصیل ہے کہ پاس والوں کا سلام خود سنتے ہیں اور قبول فرماتے ہیں اور دور والوں کا سلام فرشتوں کے ذریعہ پیش ہوتا ہے۔

اہل محبت کا سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں

اسمع صلاۃ اہل محبتی امین ماکان (مطالع المسرات)

میں اپنے اہل محبت کا سلام خود سنتا ہوں وہ جہاں کہیں ہوں۔

اس حدیث مقدس میں عاشقان مصطفیٰ اور شیدایان کوئے مدینہ کے لئے ایک بشارت جاں نواز ہے جس پر ہر چاہنے والے کا جی قربان ہونے کو چاہے کہ مجھے چاہنے والے جہاں سے بھی مجھے درود و سلام کریں میں خود بھی سنتا ہوں۔

القصہ ہماری مذکورہ بالا گذارشات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ خطاب و ندا کا دارومدار اس امر پر ہے مخاطب ہمارے خطاب اور ہماری ندا سے مطلع ہو اور ان حدیثوں سے یہ امر واضح ہوا کہ حضور سید المرسلین، رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہر سلام کرنے والے کے سلام سے نہ صرف آگاہ ہوتے ہیں بلکہ سب کا جواب بھی دیتے ہیں پس اس مسئلہ میں اب کون سا شبہ رہ جاتا ہے؟ کہ ہم ان کو اخلاص و عقیدت، عشق و محبت کے جذبات صادقہ سے دنیا کے جس کونہ سے چاہیں پکار سکتے ہیں اور صدا دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ ہماری آواز میں اتنی طاقت نہیں کہ ہماری کمزور صدائیں مدینہ پہنچیں لیکن ان کی رحمت نے صدا دی ہے کہ میں سب سے باخبر ہوں اور اہل محبت کی آواز ہر جگہ سے سنتا ہوں۔

ہند میں بیٹھ کر دے رہا ہوں ندا ہے یقین سن رہے ہیں میرے مصطفےٰ
یہ سلامت رہے عشق کا رابطہ میں نے مانا مدینہ بہت دور ہے

ندائے یارسول اللہ نصوص کی روشنی میں

اوراق سابقہ کی تشریحات سے "مسئلہ ندائے یا رسول اللہ" دن کے اجالے میں آگیا اور امر حق واضح ہو گیا۔ لیکن آئندہ اوراق میں ہم خاص "ندائے یارسول اللہ" پر شرع مطہرہ کی واضح نصوص پیش کر رہے ہیں تاکہ شکوک و شبہات کا کوئی تار بھی لگا نہ رہے۔ آسانی کے خیال سے ہم نے اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم

کیا ہے

۱۔ ندائے مطلق جو کسی قید و زمانہ کے ساتھ مقید نہ ہو۔

۲۔ عہد رسالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ کر خطاب یارسول اللہ

۳۔ عہد رسالت میں دور سے ندائے یارسول اللہ

۴۔ پردہ فرمانے کے بعد قبر انور کے پاس ندائے یارسول اللہ

۵۔ بعد وصال دور سے یارسول اللہ کا خطاب

ندائے مطلق

اب بالتفصیل ہر ایک کے بارے میں تصریحات شرع ملاحظہ ہوں

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم	اے مسلمانو! رسول اللہ کو ایسا نہ پکارو
کدعاء بعضکم بعضاً	جیسا آپس میں ایک دوسرے کو
(پ۱۸ سورہ نور)	پکارتے ہو۔

آیت سے متعلق مندرجہ ذیل تفاسیر میں حسب ذیل تشریحات ہیں۔

حدثنی الحارث قال حدثنا الحسن	ہم سے حارث نے اور ان سے حسن نے اور
قال حدثنا ورقاء عن ابی نجیح عن مجاهد	ان سے ورقاء نے اور وہ ابو نجیح اور وہ
کدعاء بعضکم بعضاً قال امرهم	مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ آیت شریفہ
ان یدعوا یا رسول اللہ فی لین و	کے ذریعہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ حضور کو
تواضع ولا تقولوا یا محمد فی	یارسول اللہ کہہ کر نرمی اور تواضع سے پکاریں
تجهم	یا محمد کہہ کر ترشی اور تلخی سے آواز نہ دیں

(ابن جریر طبری جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۱)

وعن سعید بن جبیر لا تنادوا باسمہ
ولا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی اللہ
یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم
والصوت المنخفض

(تفسیر نیشاپوری صـ ۱۲۱)

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حضور کا نام
لے کر ندا نہ کرو اور یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ
یا رسول اللہ کہو ساتھ ہی تعظیم و توقیر بھی ہو
اور آواز بھی نرم و پست ہو

بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا رسول
اللہ یا نبی اللہ فی لین و تواضع
وخفض صوت

(جلالین صـ ۳۰۲)

یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو
نرمی و تواضع ہو آواز میٹھی ہو

قیل لا تجعلوا ندائہ وتسمیتہ کندائ
بعضکم بعضا باسمہ ورفع الصوت
بہ والنداء وراء الحجرات ولکن
بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ
یا رسول اللہ مع التوقیر
والتواضع وخفض الصوت

(بیضاوی تفاسیر اربعہ صـ ۲۲۲)

کہا گیا کہ رسول اللہ کا پکارنا اور ان کا نام
لینا آپس میں ایک دوسرے کے پکارنے
اور نام لینے کی طرح مت کرو کہ نام لیکر
سخت آواز میں حجرہ شریف کے
پیچھے ہی سے پکارو لیکن حضور کے
لقب کے ساتھ جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ
کہہ کر تعظیم اور توقیر و تواضع کیساتھ نرم آواز سے
نہ پکارو حضور کا نام لے کر جیسے آپس میں
ایک دوسرے کو پکارتے ہو جیسے یا محمد یا عبد اللہ
بلکہ آپ کی تعظیم و توقیر کرو ان کو معظم مکرم رکھو
اور نرمی اور تواضع سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ
کہو۔

قیل لا تدعوا باسمہ کما یدعوا
بعضکم بعضا یا محمد یا عبد اللہ
ولکن فخموہ وعظموہ وشرفوہ
تقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ
فی لین و تواضع (تفسیر خازن صـ ۲۳۲)

لا تجعلوا تسميته ونداءه كما يسمى بعضكم بعضا وينادیه باسمه الذی سماه ابوه فلا تقولوا یا محمد ولكن یا نبی الله یا رسول الله مع التعظيم والتوقير والصوت المخفوض (مدارک ص ۳۲۲)

حضور کے نام لینے اور ان کے پکارنے کو آپس کے نام لینے اور پکارنے کی طرح نہ کرو کہ باپ کے رکھے ہوئے نام سے خطاب کرتے ہو تو یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم و توقیر اور نرم آواز کے ساتھ ندا دو

ای لا تدعوا الرسول باسمه یا محمد كدعاء بعضكم بعضا ولكن عظموه وشرفوه فقولوا له یا نبی الله یا رسول الله و یا ابا القاسم (تفسیر ابن عباس ص ۲۳۲)

رسول اللہ کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو آپ کی تعظیم و توقیر کرو اور یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور یا ابا القاسم کہو۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذلك بقوله سبحانه لا تجعلوا عظاما لنبيه صلى الله عليه وسلم فقالوا يا نبي الله يا رسول الله وروی نحو هذا عن قتادة والحسن وسعيد بن جبير ومجاهد (تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ ص ۲۲۵)

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگ حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہتے تو اللہ پاک نے لوگوں کو اس سے روک دیا یہ آیت نازل فرما کر اس میں حضور کی تعظیم ملحوظ ہے تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیئے اور ائمہ تفسیر میں قتادہ حسن، سعید بن جبیر اور مجاہد کا یہ قول مروی ہے۔

اولا تجعلوا نداءہ کنداء بعضکم بعضاً یاسمہ و رفع الصوت بہ مثل یا محمد یا احمد ولکن بلقبہ مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ

(تفسیر احمدی صفحہ ۳۲۳)

ان کا پکارنا آپس کے پکارنے کی طرح نہیں کہ نام لیکر چلا کر یا محمد یا احمد کہو لیکن حضور کا لقب یاد کرو جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ

اما قولہ تعالیٰ لا تجعلوا الایۃ ففیہ وجوہ احدھا وھو اختیار المبرد والقفال لا تجعلوا امرہ ایاکم ودعائہ لکم کما یکون من بعضکم لبعض اذا کان امرہ فرضا لازما ثانیھا لا تنادوہ کما ینادی بعضکم بعضاً یا محمد لکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ عن سعید بن جبیر و ثالثھا لا ترفعوا اصواتکم فی دعائہ عن ابن عباس رابعھا احذروا دعاء الرسول علیکم اذا اسخطتموہ

(تفسیر کبیر جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۲)

آیت کریمہ لا تجعلو کا چار مطلب ہے (۱) یہ مبرد اور قفال نے پسند کیا ہے رسول اللہ کا حکم آپس میں ایک دوسرے کے حکم کی طرح نہ سمجھو کہ ان کا حکم فرض اور ضروری ہے (۲) یہ سعید ابن جبیر سے مروی ہے حضور کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو (۳) حضور کی آواز پہ اپنی آواز بلند نہ کرو یہ ابن عباس کی روایت ہے (۴) حضور تم سے خفا ہو کر تمہارے خلاف دعا کریں اور اس کو آپس میں ایک دوسرے کی دعا کی طرح ہلکا نہ سمجھو کہ (ان کی دعا تو مقبول ہے)

مذکورہ بالا دس مفسرین کی تشریحات کی روشنی میں اس آیت کریمہ سے سب سے پہلی اور ہمارے موضوع کے لحاظ سے اہم بات تو یہی ثابت ہوئی کہ خاص لفظ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا حکم اس آیت میں موجود ہے

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ پکارنے میں ادب و احترام ملحوظ رہے اور تعظیم و توقیر کا خیال رہے۔

تیسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ وہ سامنے ہوں تو آواز بلند ہو۔

اور یہ بھی امر آیت کے مفہوم سے خارج نہیں کہ خود حضور کی بارگاہ میں رہ کر بھی یہ خطاب کیا جاسکتا ہے اور ان کی بارگاہ سے دور رہ کر بھی ان کے عہد گرامی میں بھی یہ ندا جائز تھی اور آج کے زمانہ میں بھی کیونکہ آیت میں نہ کسی عہد کی تخصیص ہے نہ کسی شخص کی نہ غیبت کا ذکر ہے نہ شہود کا۔ اس لئے آیت کے عموم میں سبھی صورتیں داخل ہیں اور سب جائز ہوں گی۔

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ خیال ہو کہ صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں تشریح ہے کہ لوگ حضور کے زمانہ میں آپکا نام لیکر پکارتے تھے تو انھیں اس طرز خطاب سے روکنے اور خطاب کا طریقہ سکھانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس لئے یہ حکم اسی زمانہ اور انھیں لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔

لیکن ہر خادم علم اور محب قرآن پر یہ امر روشن ہے کہ ایسا خیال کرنا صحیح نہیں کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ آیت کی شان نزول خاص ہوتی ہے اور حکم عام ہوتا ہے سب کے لئے ہوتا ہے اور ہر وقت کے لئے ہوتا ہے اور یہاں تو لفظ بھی عام ہے پھر اس آیت گرامی میں تو ائمہ تفسیر کی تشریحات نے ہمارے لئے تائید مزید پیدا کر دی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آیت میں مذکور لفظ دعا کے تین

معانی لغت میں آتے ہیں حکم، دُعا، پکارنا، آیت مذکور میں لفظ دُعا سے اس کے تین معنی میں سے کوئی ایک معنی مراد لئے جاتے لیکن ائمہ تفسیر نے تینوں ہی معانی مراد لئے کہ اس آیت میں دُعا اپنے پہلے معنی میں بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور دوسرے اور تیسرے معانی میں بھی اور سبھی صحیح اور درست اور آئمہ تفسیر سے مروی ومنقول ہیں جیسا کہ تفسیر کبیر کی عبارت منقولہ سے ظاہر ہے۔

پس اگر ایک لفظ اپنے چند معانی میں عام ہو سکتا ہے تو ایک ہی معنی کی چند کیفیات اور متعدد حالتیں مراد لینا کیوں جائز نہ ہوگا؟ مثلاً آیت مذکورہ بالا کے تین معانی میں سے ایک معنی پکارنا ہے۔ اور حکم قرآن یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دینا ہو تو ایسے مت پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو پس بحکم قرآن ان تمام طریقوں سے رسول اللہ کو پکارنا منع ہوا جو آپس میں خطاب کا طریقہ ہے جب کہ اس طریقہ میں حضور کی کسر شان ہو اور ان تمام طریقوں سے پکارنا جائز ہے جو آپس میں پکارنے کے طریقے نہیں ہیں بشرطیکہ اس میں حضور کی اہانت اور کسر شان کا کوئی پہلو نہ ہو تو آپس میں ہم ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح پکارنا منع اور لقب محمود کے ساتھ یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ جیسا کہ تمام تفاسیر کے حوالہ سے ہم نے ذکر کیا اور ہمارے آپسی پکار کا ایک طریقہ یہ بھی تو ہے کہ ہم قریب ہی سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں دور سے نہیں تو اس طرح بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار سکتے ہیں جب کہ آپ ہم سے دور ہوں اور یہ بھی تو آپسی پکار کا ایک طریقہ ہے کہ ایک دوسرے کو پکارنا زندگی تک ہی محدود ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال بھی پکارا جا سکتا ہے کہ یہ سب پکارنا آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے علاوہ ہے جس کی اجازت قرآن عظیم نے دی ہے۔

ندائے مطلق احادیث کریمہ کی روشنی میں

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی

اذا جلس احدکم فی الصلوۃ	جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے
فلیقل التحیات للہ والصلوات	تو کہے تحیات اللہ کے لئے ہیں، نمازیں اللہ
والطیبات السلام علیک	اللہ کے لئے ہیں اور طیبات بھی سلام
ایھا النبی ورحمۃ اللہ	ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور
وبرکاتہ السلام	برکت ہو اور سلام ہو ہم پر اور اللہ
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین	کے نیک بندوں پر۔

(مشکوٰۃ صفحہ)

واضح ہو کہ یہ حدیث گرامی بھی عہد صحابہ سے لے کر اختتام دنیا تک ہر قرن اور ہر زمانہ کے لئے مسلمانوں کو ایک عام حکم ہے کہ خاص نماز میں تمام دنیا کے کسی گوشہ سے بھی رات دن میں پانچ مرتبہ اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکاریں "اے نبی" اور ان پر سلام عرض کریں پس جب عین عبادت الٰہی اور نماز پنجگانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا سلام کرنا شرک نہیں ہوا تو نماز سے باہر تو بدرجہ اولیٰ شرک نہ ہوگا اور شرعاً محمود و مستحب ہوگا۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں بھی بعض حضرات کو یہ وسوسہ لاحق ہوتا ہے کہ نماز کے قعدہ میں مسلمان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اے نبی کہہ کر موجود خطاب نہیں کرتا بلکہ اس مخاطبہ کی نقل اور حکایت کرتا ہے جو معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پروردگار میں ہوا تھا۔ اس لئے ہم ائمہ اعلام اور اساطین اسلام کی تشریحات سے اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ نماز کا یہ خطاب صرف حکایت اور نقل ہی نہیں ہے خاص نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ سمجھ کر خطاب کرتا ہے کہ وہ سن رہے ہیں اور جواب دیں گے چنانچہ در مختار جو فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب ہے اس میں تحریر ہے۔

یقصد بالفاظ التشہد معانیھا مرادۃ له علی وجه الانشاء کانه یحیی الله ویسلم علی نبیه وعلی نفسه واولیاء
(در مختار جلد اول ص۳۵۰)

الفاظ تشہد سے اسکے معنی مراد لے یعنی وہ خود رب العالمین کو تحیۃ بھیج رہا ہے اور اپنے پیغمبر کو سلام کر رہا ہے اور مسلمان اور اولیاء کرام کو بھی۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وبعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی راباید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۴۰۱)

کچھ عرفا کہتے ہیں کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں ساری ہے پس آنحضرت مصلیوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں تو مصلیوں کو چاہیئے کہ اس معنی سے غافل نہ رہیں اور قرب کے انوار اور معرفت کے بھید سے روشن اور کامیاب ہوں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

واحضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیه

اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر

وسندد شخصہ الکہ یمد و قل سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولیصدق املہ فی انہ یبلغہ ویرد ما ھو اوفیٰ منہ

کرو اور کہو کہ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اور یہ سچی امید رکھے کہ سلام حضور تک پہنچ رہا ہے اور وہ مناسب جواب دے رہے ہیں۔

(احیاء العلوم جلد اوّل ص۱۰۰)

عہد رسالت میں قریب سے ندائے یا رسول اللہ

اس امر کے ثبوت کے لئے یہ بتا دینا کافی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز خطاب ہی یہی تھا کبھی کچھ عرض کرنا ہو تو یا رسول اللہ، کچھ طلب کرنا ہو تو یا رسول اللہ کسی کا جواب دینا ہو تو یا رسول اللہ، سلام کرنا ہو تو یا رسول اللہ الغرض صحابہ کرام نے آیت شریف لا تجعلوا الایۃ کے حکم کو اپنا حرز جان بنا لیا تھا اور عام طور سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح خطاب کرتے تھے

ہم نے اس نقطہ نظر سے بخاری شریف کا ایک سرسری جائزہ لیا تو صرف دو پاروں میں چوّن بار آپ کا نام نامی اسی ادب و احترام سے خطاب یا رسول اللہ کے ساتھ مذکور ہوا جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک کتاب بخاری میں لگ بھگ آٹھ سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ "یا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا اور ندا دی گئی اسی سے دیگر کتب احادیث اور صحابہ کرام کے ایک عام طرز عمل کا اندازہ ہو سکتا ہے بلکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ انسان ہی نہیں شجر و حجر، خشک و تر کا بھی انداز خطاب یہی تھا

عن برۃ بنت ابی تجراۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین

برہ بنت ابی تجراہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پروردگار نے جب

انّ اللہ اراد کرامته وابتداء ہ بالنبوۃ کان اذا خرج لحاجة ابعد حتی لا یری بیتا ویفضی الشعاب و بطون الاودیه فلا یمر بحجر ولا شجر الا قالت السلام علیک یا رسول اللہ وکان یلتفت من یمینه وشماله وخلفه فلا یری احدا (مستدرک للحاکم جلد ۴ ص۲)

نبوت سے سرفراز فرمانا چاہا اور نبوت کی ابتدا ہوئی تو آپ ضروریات کے لئے آبادی سے دور چلے جاتے۔ اور گھاٹیوں اور وادیوں سے گزرتے تو کسی درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ آپ آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھتے تو کسی کو نہ پاتے۔

عہد رسالت میں دور سے صدائے یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حدیث شریف امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ نے تخریج کی اور امام بیہقی اور حاکم نے روایت کی اور اس کی تصحیح اس طرح دو اماموں نے اس حدیث کو صحیح کہا اور صحاح ستہ میں سے تین کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔

عن عثمان بن حنیف ان اعمیٰ قال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق فتوضاء ثم صل رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبی محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی ان یکشف عن بصری

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھ کھولدے آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں اے محمد میں آپ کو آپ کے

اللهم شفعہ فی قال فرجع وقد	رب کی بارگاہ میں وسیلہ لاتا ہوں کہ میری آنکھ
کشف اللہ عن بصرہ	کھل جائے یا اللہ انکی سفارش میرے بارے میں
(شفائے قاضی عیاض جلد ۱ صـ۲۷۳)	قبول فرمالے تو وہ اس حال میں لوٹا کہ آنکھ روشن ہو گئی

ابن ماجہ نے اپنی سنن کے باب صلوۃ الحاجۃ میں یہ حدیث ذکر کر کے یہ تحریر کیا قال ابو اسحاق ھذا حدیث صحیح۔ ابو اسحاق کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی سندی امام ابو الحسن محمد ابن الہادی حنفی میں ہے۔

فیہ جواز النداء باسمہ فی مقام	حدیث مذکور میں حضور اکرم کے نام سے
التشفع بہ لان المقام نودی بہ من	ندا جائز ہے جبکہ حضور سے سفارش کا مقام ہو کیونکہ
التعظیم ما یؤدی ذکرہ بالقلب	اس طرح مقام حضور کو تعظیم کے اس مرتبہ پر
وفیہ احضارہ فی اثناء الدعاء	پہنچا دیگا جس پہ قلب سے ذکر کرنے پہ پہنچا
والخطاب معہ فیہ جائز کاحضارہ	دیگا۔ اسی طرح دعا اور حضور سے خطاب کے
فی اثناء الصلوۃ والخطاب فیہ	درمیان حضور کو حاضر کرنے کا جواز معلوم ہوا
(ابن ماجہ جلد اول صـ۹۱)	جس طرح نماز کے درمیان سے خطاب میں حاضر کرنا جائز ہے

اس حدیث عظیم وجلیل صحیح درجیح کا سیاق وسیاق اور اس کے متعدد الفاظ مثلاً انطلق، جاء اور فسد رجع پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ یہ دعا دور سے پڑھ کر اپنی حاجت روائی کی درخواست کی گئی نہ نماز پڑھ کر حضور کے پاس آکر یا محمد انی اتوجہ بک نہیں کہا گیا۔ اور عہد صحابہ سے اب تک علماء اس حدیث کا مطلب یہی سمجھتے رہے جیسا کہ صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف سے اس کے بعد تشریح نقل کی جا رہی ہے کہ نہ صرف عالم غیب میں بلکہ حضور کے وصال کے بعد بھی انھوں نے ایک شخص کو "یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک" پڑھنے کی تلقین کی۔

بعد وصال قبر انور کے پاس خطاب

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمر قال من السنة ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة یجعل ظہرک الی القبلة واستقبل القبر بوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ

(مسند امام اعظم ص۱۰۱)

حضرت ابوحنیفہ نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آئے۔ پیٹھ قبلہ کی طرف کر لے اور رخ قبر انور کی طرف پھر کہے سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت

ثم یقول فی موقفه السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا خیرة اللہ من جمیع خلقه ثم یسال النبی الشفاعة فیقول یارسول اللہ اسئلک الشفاعة

(فتح القدیر جلد اول ص۱۸۰)

مواجہ اقدس میں کھڑے ہو کر کہے السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا خیر خلق اللہ، سلام ہو آپ پر اے سب مخلوق سے اچھے اور منتخب پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے کہ یارسول اللہ میں آپ کی شفاعت کا خواستگار ہوں۔

ثم یقول السلام علیک یا نبی اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ اشھد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة

(قاضی خاں جلد اول ص۱۲۰)

پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کی رحمت و برکت میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے رسالت پہنچائی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی۔

ويقف كما يقف في الصلوٰة ويمثل صورته الكريمة البهية كانه نائم في لحده عالم به ويسمع كلامه ثم يقول السلام عليك يا نبي الله ورحمة الله وبركاته واشهد انك رسول الله قد بلغت الرسالة واديت الامانة ونصحت الامة

(عالمگیری جلد اوّل ص۱۳۲)

اور اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے اور آپ کی صورت پاک کا تصور جمائے گویا کہ حضور قبر میں لیٹے ہوئے اس کا کلام سن رہے ہیں پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے رسالت کا حق ادا کیا اور امانت پہنچائی اور امت کی خیر خواہی کی۔

ثم ينهض متوجها الى قبر الشريف مستدبر القبلة محاذيا لراس النبي صلى الله عليه وسلم وجه الاكرم ملاحظا نظره السعيد اليك وسماعه كلامك ورده عليك سلامك وتامينه على دعائك ويقول السلام عليك يا سيدي يا رسول الله السلام عليك يا نبي الله السلام عليك يا حبيب الله الخ (مراقی الفلاح ص۴۰۴)

پھر قبلہ کی طرف پشت اور قبر انور کی طرف رخ کر کے حضور کے سر مبارک کے مقابل کھڑا ہو کر ان کی نگاہ تجھ پر پڑ رہی ہے وہ تیرا کلام سن رہے ہیں اور سلام کا جواب دے رہے ہیں اور تری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں اور زائر تو یوں کہے کہ سلام ہو آپ پر اے میرے سردار یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کے حبیب۔

وان يأتي قبر الكريم فيسلم ويدعوا ويسأل الله ان يوصله الى اهله سالما ويقول غير مودع يا رسول الله ويجتهد في خروج الدمع فانه

حضور کی قبر انور پر آکر سلام کرے دعا کرے اور اللہ سے یہ التجا کرے کہ اپنے گھر والوں میں صحیح سالم واپس ہو اور کہے یا رسول اللہ اور اس بات کی کوشش کرے کہ کچھ آنسو نکل پڑے

امارات القبول | کہ یہ دعائے قبولیت کی علامت ہے۔

(شامی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

یقین داند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از حضور وے وقیام او وزیارت حاضر و آگاہ است وبصوت معتدل بصفت حیا ووقار سلام گوید السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ تا آخر عبارت کہ در مسائل زیارت نوشتہ است

اور اس بات کا یقین رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زائر کی زیارت اور زیارت کیلئے اس کے کھڑے ہونے سے آگاہ ہیں اور نرم آواز میں حیا اور وقار کے ساتھ سلام کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ سلام کے آخری صیغہ تک جو زیارت کی کتابوں میں تحریر ہے

(جذب القلوب صفحہ ۱۶۸)

ولیقول السلام علیک یا رسول اللہ

اور السلام علیک یا رسول اللہ کہے

(احیاء العلوم للغزالی جلد اول صفحہ ۱۹۸)

آثار صحابہ، نصوص فقہیہ اور اعیان اسلام کی یہ نو عبارتیں نمونتہ ذکر کی گئی ہیں جن میں باتفاق یہی حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر غایت خشوع وحضور اطمینان وسکینہ کے ساتھ "یا رسول اللہ" "یا نبی اللہ" "یا خیر خلق اللہ" کہہ کر ندا کرے سلام عرض کرے۔ پھر کوئی کہتا ہے یہ سمجھو گویا سرکار لیٹے ہوئے تمہارا سلام سن رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہے بس تو انہیں کی طرف متوجہ رہ اور ان کی نگاہ کو اپنی طرف متوجہ دیکھ۔
کوئی کہتا ہے تو یہ دیکھ کہ تیرا سلام سن رہے ہیں، جواب دے رہے ہیں، تیری دُعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے تو یقین کر کہ وہ تیری زیارت، تیرے حضور، تیرے قیام سے آگاہ ہیں عبارتیں مختلف ہیں منشاء سب کا ایک ہے کہ حضور سید الرسل، رسول رب العالمین کے قبر انور پر حاضر ہو کر "یا نبی سلام علیک" کہنے والے سے باخبر ہیں اور حاضری بارگاہ عزت پناہ کا یہ طریقہ نداء وخطاب ہی طریقہ مسلوکہ فی الدین ہے۔

بعد وصال دوسرے خطاب

اس حدیث کو طبرانی اور ابو نعیم، ابن مندہ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد موت میں ذکر کیا ہے اور شرح شفائے ملا علی قاری جلد اول ص۶۴۹ کے الفاظ یہ ہیں۔

وذكر عن نعمان بن بشير ان زيد
ابن خارجة خر ميتا في ازقة
المدينة فرفع وسجي اذ سمعوه
بين العشائين والنساء يصرخن
حوله يقول انصتوا انصتوا فحسر عن
وجهه فقال محمد الرسول الله النبي
الامي وخاتم النبيين وكان ذالك
في كتاب اول ثم قال صدق صدق
وذكر ابا بكر وعمر ثم قال السلام
عليك يا رسول الله ورحمة الله
وبركاته ثم عاد ميتا
(شفاء جلد اول ص۶۴۹)

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں
کہ زید بن خارجہ یک بیک مدینہ شریف
کی کسی گلی میں گرے اور روح پرواز کر گئی
اٹھا کر گھر لائے گئے اور کپڑے سے ڈھک
دیئے گئے مغرب اور عشا کے درمیان اس حالت میں کہ
عورتیں ان کے ارد گرد رو رہی تھیں سنا گیا کہ وہ کہہ رہے
ہیں چپ رہو، چپ رہو، پھر چادر الٹ دی اور
بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، امی
خاتم النبیین ہیں یہ پہلی کتاب میں مذکور ہے پھر بولے
سچ کہا سچ کہا پھر ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا پھر کہا
السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
پھر مردہ ہو گئے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح شفا میں اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے۔

اعلم ان صاحب الاستيعاب ذكر في

صاحب استیعاب نے زید بن خارجہ کے بارے

و یزید بن خارجۃ انہ ھو الذی تکلم بعد الموت لایختلفون فی ذالک قال الذھبی ھو الصحیح
(شرح شفائے اول ص۶۵)

میں فرمایا کہ موت کے بعد کلام کرنے والے یہی ہیں اس میں اختلاف نہیں اور امام ذہبی نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفانؓ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لایلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیفؓ فشکی ذالک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیفؓ ایت المیضاۃ فتوضا ثم ایت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قال اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی حاجتی و تذکر حاجتک
معجم للطبرانی
بحوالہ انوار الانتباہ ص۲۳

ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسکی طرف متوجہ نہ ہوئے اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مل کر یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس سے کہا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے رجوع ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں پس میری یہ حاجت پوری کی جائے اور اپنی ضرورت کا ذکر کردینا

اس کے بعد حدیث میں پوری تفصیل ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس عمل کے بعد اس شخص کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اس کی ضرورت پوری کی اس آدمی نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے دوبارہ ملاقات کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کردی جس کے نتیجہ میں وہ پوری توجہ سے ملے اور حاجت

برآری فرمائی۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا میں نے سفارش تو نہیں کی مگر میں نے دیکھا کہ حضور ایک نابینا کو یہ دعا بتا رہے تھے تو میں نے تم کو یہ دعا بتا دی اور مولا تعالیٰ نے اس کی برکت سے تمہارا یہ کام پورا کر دیا۔ امام طبرانی اور امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بعد وصال دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا جواز اسی حدیث سے فراہم کیا جبھی تو ایک ضرورت مند کو اسی حدیث کے حوالے سے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حضرت ابو عبیداللہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ راستہ میں دشمنوں کے پانچہزار لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پاسکے تھے کہ تازہ دم پانچہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اس وقت نہایت بیقراری میں حضرت کعب ابن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے پکارا

یا محمداہ یا محمداہ یانصراللہ انزل	یارسول اللہ، یارسول اللہ اے اللہ کی مدد
یامعشرالمسلمین اثبتوا انما ھی	اتر آ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو
الساعة وانتم الاعلون	یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے پھر تمہیں غالب
(فتوح الشام ص۲۹۹)	ہو گے۔

خیال فرمایئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر پر انوار مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک محسوس کرکے، مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا، اپنے حبیب اپنے فریاد رس اور اپنے رحمتہ اللعالمین کو پکار رہا ہے سچ کہا ہے امام بوصیری نے۔

یااکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک	اے ساری مخلوق سے افضل میں کس کی پناہ لوں
عند حلول الحادث المعمم قال اھل	سوائے آپ کے مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں کون

بيت من مزينة لصاحبهم وهو بلال بن حارث المزني رضي الله عنه، قد هلكنا فاذبح لنا شاة قال ليس فيهن شيء فلم يزالوا به حتى ذبح فسلخ عن عظم احمر فنادى يا محمداه فاري في المنام ان رسول الله صلى الله عليه اتاه فقال ابشر بالحيات

(كامل ابن اثير جلد ۲ صفحه ۲۴۳)

سے قبیلۂ مزینہ کے ایک گھرانے والوں نے اپنے سربراہ سے کہا قحط کی شدت سے ہم لوگ تباہ ہوگئے آپ ہمارے لیئے ایک بکری ذبح کیجئے سربراہ جو بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے کہنے لگے بکریوں میں کچھ نہیں رہ گیا ہے ان لوگوں نے ضد کی تو آپ نے ایک بکری ذبح کی کھال اتاری تو سرخ رنگ کی ہڈی نظر آئی یہ منظر دیکھ کر آپ چیخ اٹھے یا محمداہ خواب میں حضور تشریف لائے فرمایا خوشخبری ہو فراخ سالی آرہی ہے

اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا امام ابن سنی اور امام بشکوال نے بھی روایت کیا۔

روى ان عبد الله بن عمر خدرت رجلاه فقيل له اذكر احب الناس اليك فصاح يا محمداه فانتشرت

(شفاء جلد ۲ صفحہ ۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سوج گیا کسی نے ان سے کہا آپ کو جو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو آپ نے چیخ کر صدا لگائی یا محمداہ تو پاؤں کھل گیا۔

سبحان اللہ مشورہ تو یاد کرنے کا دیا گیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چیخ پڑے نعرۂ یا محمد لگایا کیوں نہ ہو۔

یا محمد پکارا جو منجدھار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا
جو سمجھتا نہیں ان کو مختار کل وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

مذکورہ بالا عنوان بعد وصال دور سے خطاب کے تحت ذکر کیئے گئے آثار میں پہلا اور دوسرا واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہے اور تیسرا اور چوتھا بلکہ پانچواں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس کا ہے پھر پہلا واقعہ

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے مکان کا ہے دوسرا بھی ظاہر ہی ہے کہ قبر انور سے دور اور مواجہ اقدس سے الگ تھلگ ہی کا ہے اور تیسرا واقعہ تو حجاز مقدس سے منزلوں دور حدود شام کا ہے چوتھا واقعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کا ہے الغرض یہ سب واقعات بعد وصال اور مزار پر انوار سے دور بلکہ دور دراز سے خطاب وندا کے ہیں جو نمونتہ ذکر کئے گئے تحقیق وتلاش کے بعد اور بہت سی شہادتیں فراہم ہو سکتی ہیں۔

پس کیا اب بھی کسی کو ندائے یا رسول اللہ میں شبہ ہو سکتا ہے ؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی اس کو شرک کہنے کی جرأت کر سکتا ہے ؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی عبداللہ بن عمر بلال بن حارث، کعب ابن ضمرہ وغیرہ صحابہ کرام کو مشرک کہنے کا حوصلہ رکھے۔

ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی تسلسل

یہاں تک ہم نے جو عرض کیا ہے اس کے پہلے ٹکڑے میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسئلہ ندائے یا رسول اللہ عقل وشعور کے خلاف نہیں۔ مشاہدات وتجربات کی روشنی میں سارے انسانوں کا عمل یہ فیصلہ دیتا ہے کہ خطاب وندا کا دارومدار حاضر وغائب پر نہیں مطلع ہونے اور آگاہی پا جانے پر ہے اور چونکہ احادیث وآثار کی شہادتیں یہ بتاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احوال امت پر مطلع ہیں اس لئے انھیں پورے خطہ ارضی میں کہیں سے بھی پکارنے میں عقلاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

دوسرے ٹکڑے میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مجوزین کے پاس صرف عقلی دلائل اور قیاسی مفروضے ہی نہیں ہیں جس کی بنیاد پر وہ صدائے یا رسول اللہ بلند کرتے ہیں بلکہ خاص نقلی شواہد کی روشنی میں بھی یہ مسئلہ قرآن وحدیث آثار وعمل صحابہ کی گرانقدر شہادتوں

سے پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے۔ ایک آدمی عقل سے بالکل آنکھیں بند بھی کرے تو نقلی دلائل کی روشنی میں خاص لفظ یارسول اللہ کے ساتھ ندا کا ثبوت اپنی تمام تفصیلات حاضر و غائب اور دور نزدیک کے ساتھ ثابت اور واضح پس یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ یہ کہا جائے کہ غیر خدا کے لیے لفظ یا کا استعمال ہی شرک ہے۔

اب مذکورہ بالا عنوان کے تحت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دلائل عقل و نقل سے قطع نظر اس مسئلہ کی ایک تاریخی اہمیت بھی ہے چودہ سو سال کی اس طویل مدت میں امت مسلمہ کے معاشرے میں ندائے یارسول اللہ کی جڑیں اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہیں کہ اسلام و مسلمانوں کو اس سے الگ کرنے کی ہر کوشش سے پہلے اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں تبدیلی کرنی ہوگی! اور رہنمایان اسلام کی فہرست کو از سر نو ترتیب دینا ہوگا۔ کیونکہ علماء و صلحا آئمہ و مجتہدین، صحابہ و تابعین، مفتی و قاضی، خواص و عوام، شعراء و خطباء الغرض طبقات اسلامی میں سے کون سا طبقہ ہے جو اس ندائے دلنواز سے خالی ہے۔

پھر یہی نہیں کہ صرف شاعرانہ ذوق اور عشق و محبت کے غلبۂ شوق میں لوگوں نے یہ نعرے لگائے ہوں اور درد و فراق میں ڈوب کر یہ عاشقانہ خطاب کیا ہو۔ صاف صاف استغاثہ و امداد بھی ہے اور ندائے فریاد بھی حد تو یہ ہے کہ اوراد و وظائف میں بھی یہ خطاب و ندا موجود ہے۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

عہد صحابہ میں ندائے یارسول اللہ

صح ان ابن عمر کان اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک

یہ بات درجۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سفر سے آتے حضور کی قبر انور پر حاضر ہو کر کہتے سلام ہو آپ پر یارسول اللہ

یارسول اللہ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ

سلام ہو آپ پر یا ابابکر سلام ہو آپ پر اے میرے باپ۔

(خلاصۃ الوفا ص ۴۴ شفا جلد ۲ ص ۴۶)

وصال کے بعد ایک اعرابی نے مزار پر انوار پر کھڑے ہو کر عرض کیا

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ
فطاب من طیبھن القاع والاکم نفسی
الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ
العفاف وفیہ الجود والکرم

(خلاصۃ الوفا ص ۸۵ شفاء السقام ص ۴۶)

اے ان سب کے افضل جنہیں زمین میں دفن کیا گیا اور جن کی خوشبو سے برابر زمین اور ٹیلے سب خوشبودار ہو گئے میری جان اس قبر پر جس میں آپ ساکن ہیں اسمیں پاکدامنی ہے اس میں بخشش ہے اسی میں کرم ہے۔

آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ آپ کے درد و فراق میں کہتی ہیں

الا یا رسول اللہ کنت رجاء نا
وکنت بنا برا ولم تک جافیا
فلو ان رب الناس ابقی محمدا
سررنا ولکن امرہ کان ماضیا

(بحوالہ الوار ساطعہ ص ۲۱۱)

یارسول اللہ آپ ہی ہماری امیدوں کی آماجگاہ تھے اور آپ ہم پر مہربان تھے اور ہمارے ساتھ سختی کرنے والے نہ تھے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی رکھتا ہم خوش ہوتے مگر حکم الٰہی تو ہو چکا تھا۔

دربار رسالت کے سرکاری شاعر حضرت حسان بن ثابت آپکے فراق میں کہتے ہیں

ما بال عینک لا تنام کانما
کحلت ماقیھا بکحل الارمد

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے جو سو ہی نہیں پا رہی ہیں
اس کے گوشوں میں بے خوابی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے یہ گھبرائی

جزعا علی المھدی اصبح ثاویا — ہوئی ہے اس ہادی پر جسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے
یا خیر من وطی الحصی لا تبعد — اے ان سب میں بہترین جو نامانوس راستوں پر چلے
یوما یقیک الترب لحقی لیتنی — جس دن مٹی نے آپ کو اپنے دامن میں محفوظ کیا۔
غیبت قبلک فی بقیع الغرقد — اے کاش آپ سے پہلے ہی میں مٹی میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔
(سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

عہد تابعین میں ندائے یارسول اللہ

عن علقمۃ قال اذا دخلت المسجد اقول السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (شفا جلد ۲ صفحہ ۵۴)

حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد رشید حضرت علقمہ کہتے ہیں میں جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو

عن محمد بن سیرین کان الناس یقولون اذا دخلوا المسجد صلی اللہ و ملئکتہ علی محمد السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (شفا جلد ۲ صفحہ ۵۴)

جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کہتے اللہ اور اس کے فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

یہ واقعہ تاریخ کی متعدد کتابوں میں ہے یہاں ہم کامل ابن اثیر کے حوالہ سے تحریر کر رہے ہیں۔

فاخذنا دیھم علی الحسین واصحابہ صرعی فصاح النساء ولطمن خدودھن وصاحت زینب اختہ یا محمداہ صلی

جب کربلا کے قیدیوں کو لے کے چلے تو حضرت امام عالی مقام اور انکے شہید ساتھیوں کے بے گور و کفن لاشوں پر انکا گذر ہوا تو عورتوں کی چیخ نکل گئی اور اضطراب

علیک ملٰئکۃ السماء ھذا الحسین بالعراء مزمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک سبایا وذریتک مقتلۃ تسفی علیھا الصباء (کامل ابن اثیر جلد ۴ ص۳۴)

میں متر پیٹ لیا اس وقت زینب بنت علی نے اپنے ناناکو صدا دی یا محمداہ آپ پر آسمان کے فرشتے درود پڑھیں یہ حسین ویرانے میں پڑے ہیں خون میں لتھڑے ہیں اعضاء پارہ پارہ اور آپ کی لڑکیاں قید ہیں آپ کی ذریت مقتول پڑی ہے جس پر ہوا خاک دھول اڑا رہی ہے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو رضاک واحتمی بحماک واللہ یاخیر الخلق ان لی قلبا مشوقا لا یروم سواک (بحوالہ فیصلہ حق و باطل ص۱۱)

اے سید السادات میں آپ کا قصد وارادہ کرکے آیا ہوں میں آپ کی رضا تلاش کرتا ہوں اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ کی قسم اے سب سے اچھے میرا پرشوق دل آپ کے سوا کسی اور کا قصد ہی نہیں کرتا۔

عہد تبع تابعینؒ میں ندائے یارسول اللہ ﷺ

امام جوزی نے کتاب العیون اور امام سیوطی نے شرح الصدور میں نقل فرمایا ہے

ان ثلثۃ اخوۃ من الشام کانوا یغزون وکانوا فرسانا شجعانا فاسرھم الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وانکحکم بناتی وتدخلون فی دین النصرانیۃ فابوا وقالوا یا محمداہ فامر

شام کے تین بھائی غزوہ کرتے تھے اور بہادر شہسوار تھے رومیوں نے انہیں قید کر لیا۔ بادشاہ نے انہیں لالچ دلائی میں تمہیں جاگیر بھی دوں گا اور اپنی لڑکیوں سے شادی بھی کر دوں گا شرط یہ ہے کہ عیسائیت قبول کر لو ان لوگوں نے

الملك بثلاثة قدور فصب فيها
الزيت ثم اوقد تحتها ثلاثة ايام
يعرضون في كل يوم على تلك القدور
يدعون الى دين النصرانية فيأبون
فالقى الاكبر في القدر ثم الثاني
(شرح الصدور ص۹۵)

صاف انکار کر دیا اور یا محمداہ کا نعرہ مارا تو
بادشاہ نے مایوس ہو کر تین برتنوں میں تیل گرم
کرنے کا حکم دیا اور ہر دن ان بھائیوں کو
یہ منظر دکھایا جاتا تیسرے روز بڑے بھائی
پھر منجھلے بھائی کو تیل کے کھولتے ہوئے
برتن میں ڈال دیا گیا۔

واقعہ کا بقیہ حصہ اس طرح ہے کہ تیسرے کی سفارش ایک درباری نے کی کہ میں اس کو راہِ راست پر لاؤں گا۔ اس نے یہ کام اپنی ایک حسین وجمیل ناکتخدا لڑکی کے سپرد کیا مگر وہ اس نوجوان کی عبادت و ریاضت اور اس لڑکی کی طرف عدم توجہ سے متاثر ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کے ساتھ فرار کا منصوبہ بنایا اور دونوں اس میں کامیاب ہو گئے دو دن چھ مہینہ کے بعد ایک روز عالم بیداری میں وہ دونوں شہید بھائی فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور اس لڑکی کا نکاح اس چھوٹے بھائی سے کر دیا

مجدد مائتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرہ فی الروایۃ نفسہا اور طرطوس ایک سرحدی شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا کما ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ہارون رشید کا زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے تو یہ تینوں شہدائے کرام لااقل تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی (انوار الانتباہ ص۳)

اس تاریخی واقعہ سے کئی امر ثابت ہوئے۔

(۱) تبع تابعین میں سے تین شہیدوں نے مصیبت کے وقت یا محمداہ کا نعرہ مارا۔ (۲) کم از کم امام جوزی اور امام جلال الدین سیوطی نے اس واقعہ کو ثابت اور برقرار رکھ کر مصیبت کے وقت یا رسول اللہ کے نعرے کے جواز کی تائید کی۔

مولانا روم کے استاذ و پیر مولانا شمس تبریز فرماتے ہیں

عہدِ مابعد میں ندائے یا رسول اللہ

یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

یا رسول اللہ آپ ہی اپنے خالق کے خاص حبیب ہیں آپ خدائے پاک اور بے مثل کے برگزیدہ ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نمارحمے بجان زار و شیدا کن
بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بہ لطف خود سرد ساماں جمع بے سرپاکن
(اخبار الاخیار صـ۳۲۳)

یا رسول اللہ آپ کے جمال کی جدائی کے غم میں برباد ہو گیا اپنا جمال دکھایئے اور اس جان زار پر رحم کیجئے یا رسول جس صورت سے بھی ہو کرم فرمایئے اپنی مہربانی سے اس گروہ بے سامان کے اسباب فراہم فرمایئے

عارف باللہ عالم حق آگاہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمت للعالمینی
زمحروماں چرا فارغ نشینی
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہے
(یوسف زلیخا)

جدائی سے دنیا کی جان نکل گئی اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ محرومیوں سے آپ کیوں فارغ ہو کر بیٹھ گئے آپ رحمت الٰہی کا دل ہیں یہی بہتر ہے کہ کبھی کبھی خشک لب والوں کے حال پر ایک نگاہ کرم ڈالیئے

ایوانِ فارسی کے رکنِ عظیم، دریائے معرفت کے شناور اور علم ظاہری کے بحرِ زخار حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے
زقدر رفیعت بدرگاہ حے
کہ باشند مشتے گدایان خیل
بمہمان دارالسلام از طفیل
چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام
(بوستان)

خداوند قدوس کی بارگاہ رفیع میں آپکی جو قدرومنزلت ہے اس میں سے اے میرے سردار کیا کمی ہوگی (کچھ نہ ہوگی) اگر تھوڑے سے آپ کی جماعت کے بھکاری آپ کے طفیل میں آپ کے مہمان خانہ جنت میں داخل ہوجائیں آپکی تعریف سعدی کا جو ناقص ہے کیا کرسکتا ہے بس آپ پر بے شمار درود ہوں اے نبی اور سلام ہو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں

ینادی ضارعاً بخضوع قلب
وذل وابتھال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا
نوالک ابتغی یوم القضاء

ایک مصیبت زدہ فریادی آپ کو دلی فروتنی کے ساتھ پکار رہا ہے اور گڑگڑا کر التجا کر رہا ہے اے اللہ کے رسول اے سب مخلوق میں افضل میں آپ کا انعام اور نوازش قیامت کے دن چاہتا ہوں

بہر کیف! مندرجہ بالا حوالجات اور حقائق و معلومات کے اجالے میں بخوبی واضح ہوگیا کہ مسئلہ ندائے یارسول اللہ کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے اور عہد صحابہ سے لے کر اس وقت ہر زمانے اور ہر قرن میں ندائے یارسول اللہ کی گونج سنائی دیتی ہے یہاں ہم نے ہر عہد کے صرف چند حوالے ہی بطور نمونہ پیش کیا ہے ان کے علاوہ بہت سے واقعات و حوالجات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر قلم زد کئے جا رہے ہیں۔

اب یہ اور بات ہے کہ آج کا نام نہاد مسلمان اور خود ساختہ توحید کا متوالا

اسلام کی اس چودہ سو سالہ تاریخ کو ملیامیٹ کرنے کے لیے کمربستہ ہو اور عامتہ المسلمین کو جادۂ حق سے ہٹانے کے لیے نئے نئے فتنے جگائے اور علماء و صلحا ائمہ و مجتہدین، صحابہ و تابعین، مفتی و قاضی، خواص و عوام، شعراء و خطباء اور مختلف طبقات اسلامی کو مشرک و کافر کہنے کی جرأت کرے۔